Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities

(Bi-Annual) Trilingual: Urdu, Arabic and English

ISSN: 2707-1200 (Print) 2707-1219 (Electronic)

Home Page: http://www.arjish.com

Approved by HEC in "Y" Category

Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.

Published by the Al-Khadim Foundation which is a registered organization under the Societies Registration ACT.XXI of 1860 of Pakistan

Website: www.arjish.com

Copyright Al Khadim Foundation All Rights Reserved © 2020

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

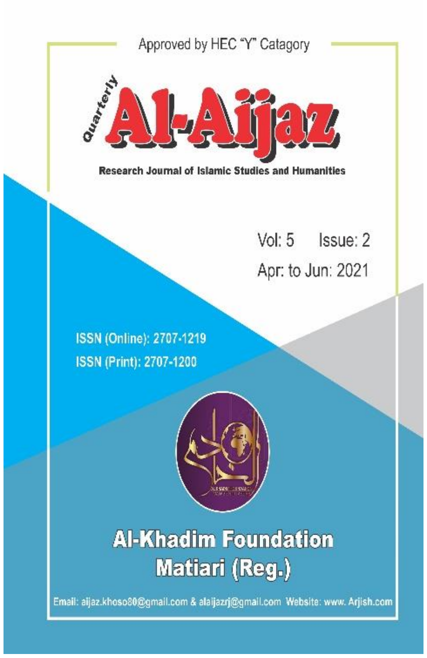

TOPIC:

Music and its Instruments an analytical Study in the light of Qura'nic Verses

AUTHORS:

1. Dr. Atiq Amjad, Associate professor, Islamic Studies & Principal: Govt. College Tandlianwala.
Email: atiqamjad749@gmail.com ORCID ID: http://orcid.org/0000-0002-2895-1057
2. Dr. Saima Farooq, Associate professor, Department of Islamic Studies, Lahore College For Women University.
Email: saimafarooq2011@yahoo.com ORCID ID: http://orcid.org/0000-0001-6507-1270
3. Dr. Zahida Shabnum, Associate professor, Department of Islamic Studies, Lahore College for Women University. Email: zahida.shabnum@lcwu.edu.pk ORCID ID: http://orcid.org/0000-0003-0035-6106

How to cite:

Amjad, A. ., Farooq, S., & Shabnum, Z. (2021). Urdu-10 Music and its Instruments an analytical Study in the light of Qura'nic Verses . *Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities*, *5*(2), 131-145.

https://doi.org/10.53575/Urdu10.v5.02(21).131-145

URL: http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/252

Vol: 5, No. 2 | April to June 2021 | Page: 131-145

Published online: 2021-05-01

QR Code

موسیقی اور اس کے آلات۔۔۔قرآنی آیات کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Music and its Instruments …an analytical Study in the light of Qura’nic Verses

Dr. Atiq Amjad*
Dr. Saima Farooq**
Dr. Zahida Shabnum***

Abstract
Not only music has dominated its place with all the extra-curricular activities and areas of life these days but it has also become part and parcel of solid research and academic discussions. A large segment of Muslims is considering it a religious obligation to boycott music. It seems that this issue will create a divide between Muslim Ummah especially when Naat (praise of Holy Prophet SAW) and other such religious recitations have also been undergoing contamination with it. Some religious T.V channels while airing homilies and preaching programs add soft and light music in the back ground, making it acceptable for Ummah who is supposed to be guardian of Prophet’s teachings. Whereas, at different places in Holy Quran discouraging words have been used for musical instruments condemning them depending upon their tunes without taking their names directly. This strengthens the argument that music is prohibited. The Quran uses such words regarding final verdict of anything that they either broaden the meaning of the verdict or narrow it down to a clear stance depending upon the particular thing’s different forms and conditions. These words are always perfect choice with respect to their literal, contextual, social, cultural, and literary background. Following are the quotes and narrations narrated by Sahaba RA who met only preserved the words and character of Holy Prophet SAW but also His “Uswa-e-Husna”. Islamic order regarding music, its instruments and music’s standing in Islam is explained in the light of Quranic verses.
Keywords: Qura;n , Uswa e hasana, Music, meaningless speech, shameless words, Prohibited, Clear stance.

تعارف

دور حاضر میں جبکہ طاغوتی طاقتیں نئے عالمی نظام کے نام پر تمام ملل واقوام میں اپنی تہذیب داخل کررہی ہیں اور ہر علاقے اور ملک کا میڈیا آزادی اظہار کے نام پر ان سے خوب معاونت بھی کررہاہے۔اس وقت موسیقی اور گانا تمام تر تفریحات پر نہ صرف غالب آرہاہے بلکہ نہایت خشک علمی تحقیقات اور سنجیدہ موضوعات کے اوقات میں بھی اس سے چھٹکارہ ممکن نہیں رہا۔اور دوسری طرف دین کا حکم سمجھ کر ایک بڑا مسلم طبقہ اس سے بالکل نفور ہے، محسوس ہوتاہے کہ یہ مسئلہ امت مسلمہ میں ایک گہری خلیج پیدا کردے گا، خصوصی طور پر جب کہ نعت رسول مقبول ﷺ بھی اس سے محفوظ نہ رہ سکی،اور مذہبی ٹی وی چینل اپنے متانت سے بھرپور پروگراموں اور بعض انتہائی قابل قدر تبلیغی

* Associate professor, Islamic Studies & Principal: Govt. College Tandlianwala.
Email: atiqamjad749@gmail.com ORCID ID: http://orcid.org/0000-0002-2895-1057
** Associate professor, Department of Islamic Studies, Lahore College For Women University.
Email: saimafarooq2011@yahoo.com ORCID ID: http://orcid.org/0000-0001-6507-1270
*** Associate professor, Department of Islamic Studies, Lahore College For Women University.
Email: zahida.shabnum@lcwu.edu.pk ORCID ID: http://orcid.org/0000-0003-0035-6106

بیانات کے پس منظر میں بھی ہلکا ساز ڈال کر اسوۃ حسنۃ کی امین امت میں قابل قبول بنا رہے ہیں۔ رسالت مآب ﷺ کی ولادت کے ضمن میں ربیع الاول کا ماہ شہرت رکھتا ہے، جس کی مناسبت سے بعض حلقے اسلامی طرز زندگی کا ایک مختلف اسلوب، عوام میں متعارف کروانے پر مصر ہیں۔ اور یہ سب سیرت النبی ﷺ اور محبت رسول ﷺ کے نام پہ فروغ پارہا ہے، پس یہ ضروری ہے کہ دیکھا جائے کہ قرآن کریم سے اس ضمن میں کیا راہنمائی ملتی ہے؟ یہی وہ سوال ہے جو اس موضوع کو تحقیقی اصولوں پر پرکھنے کی اہمیت کو دوچند کر دیتا ہے لہذا ذیل کے صفحات میں اس موضوع پر قرآن حکیم کی روشنی میں اسلام کے حکم کو سمجھنے اور موسیقی اور گانے کی شرعی حیثیت کا تحقیقی جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔ بعون اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں براہ راست ساز کے مختلف آلات کے نام لئے بغیر اپنے مخصوص اسلوب کے مطابق اس سلسلہ میں بھی ایسے الفاظ و اسماء کا تذکرہ مذمتی انداز میں کیا گیا ہے جن سے معنوی وسعت پیدا ہو سکے۔ کثیر مقامات پر قرآن مجید و فرقان حمید کا اسلوب یہ ہے کہ وہ کسی بھی شے کے بارے میں اصولی حکم، اس کی مختلف صورتوں، ملتی جلتی حالتوں اور حدود و شرائط کو مد نظر رکھتے ہوئے یا تو توسع فی المعنی پیدا کرنے کے لئے انسب الفاظ و اسماء استعمال کرتا ہے یا پھر عدم گنجائش کی بنا پر معنوی ضیق کے اظہار کے لیے ایسے الفاظ و کنایات کو استعمال کرتا ہے جو اپنے لغوی، لسانی، معاشرتی اور علمی و ثقافتی پس منظر میں اس کے لیے موزوں ترین ہوتے ہیں۔ کلمات و کردار کے ساتھ "اسوۃ حسنۃ" کی حفاظت کی حقیقی کدو کاوش کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی تفسیری اقوال و روایات کے مطابق ساز کی شرعی حیثیت پر کلام ربانی میں چار آیات کو بطور خاص پیش کیا جاتا ہے۔ جو کہ یہ ہیں۔

پہلی آیت کریمہ: ((ومن الناس من يشترى لهوالحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم))[1] ترجمہ: اور لوگوں میں سے وہ، جو 'لھو الحدیث' خریدتے ہیں، تاکہ علم کے بغیر، اللہ کے راستہ سے گمراہ کریں۔ اس آیت میں "لھو" کے معنی، کھیل تماشا اور اہم کاموں سے غافل کر دینے والا بتایا جاتا ہے۔[2] عمومی معنی میں "لھو" ایسی شے اور کام کے لئے بولا جاتا ہے جو ایک مومن کو اس کے مقصد تخلیق، فکر آخرت اور رضائے رب کے حصول کے کاموں سے غافل کر دے، یا اس مفہوم میں معنوی وسعت پائی جاتی ہے، اور ہر غافل کر دینے والی چیز اور کام "لھو الحدیث" شمار ہو گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس سے خاص معنی بھی مراد لیا ہے، اور وہ غنا اور آلات موسیقی ہیں. جیسے عبداللہ بن عباس، ابن مسعود اور جابر رضی اللہ عنھم، جبکہ تابعین میں سے حضرت عکرمہ، مجاھد، حسن بصری، میمون بن مہران، سعید بن جبیر، قتادہ، نخعی، عمرو بن شعیب اور علی بن حذیم جیسے اکابر مفسرین نے اس سے سے مراد غنا ہی لیا ہے۔[3]

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے منصب رسالت کا اعلان کرتے ہوئے ان کے فرائض میں ((ويعلمهم الكتاب)) کو بھی شامل کیا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ سے ہی قرآن مجید کی تفسیر سمجھی جا سکتی ہے۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ سے تفسیر قرآن مجید کے عمل میں صحابہ کرام کا کوئی شریک و سہیم نہیں۔ اس بنا پر صحابہ کرام سے بہتر اور برمحل تفسیر کرنے میں ان کے بعد کے علماء بے بس اور تہی دست ہیں۔ صحابہ کرام کے بعد تفسیر قرآن کے سب سے زیادہ جاننے والے تابعین ہیں اور صحابہ اور تابعین میں طبقہ مفسرین کی کثیر تعداد "لھو الحدیث" کا معنی غنا ہی کرتی ہے۔ بلکہ اس آیت کی تفسیر میں نضر بن حارث کا قصہ بھی بیان کیا جاتا ہے جس میں قرآن مجید کے سماع میں دلچسپی اور شوق کو کم کرنے

کے لیے اس کے مغنیات خریدنے اور شاہان عجم کے قصے اور اسفندیار اور رستم کی داستانیں لا کر قصہ گوئی اور ناچ گانے کی محفلیں برپا کرنے کا تفصیلی تذکرہ موجود ہے۔[4] عمر بن عبد العزیز نے صحابہ کے تفسیری اقوال کی اہمیت کے ضمن میں ایک بدعتی کے جواب میں بیان کیا ہے۔(ولئن قلتم لم انزل الله اٰیة کذاولم قال کذا لقد ما قرائتم واعلموامن تأویله ما جهلتم وقالوا بعد ذلک بکتاب وقدر)۔[5] "اگر تم یہ کہو کہ اللہ نے یہ آیت کیوں نازل کی اور یہ کیوں فرمایا (جو تقدیر کے بظاہر خلاف ہے) یقیناً صحابہ کرام نے قرآن پڑھا ہے جو تم پڑھتے ہو اور انہوں نے اس کی تعبیر و تاویل کو سمجھا ہے جس سے تم جاہل ہو مگر اسکے باوجود انہوں نے مسئلہ تقدیر کو تسلیم کیا ہے"۔

دوسری آیت کریمہ: ((افمن هذا الحدیث تعجبون oوتضحکون ولا تبکونoوانتم سامدون))[6] ترجمہ: کیا تم اس کلام پر تعجب کرتے ہو، ہنستے ہو، روتے نہیں ہو اور تم سامد (کھیل کود میں مست) ہو؟

علامہ قرطبیؒ نے سورہ لقمان کی آیت ۶ کے ذیل میں دو آیات درج کی ہیں، ان میں سے ایک مذکورہ آیت ہے، ان آیات سے علمائے کرام ،فقہائے عظام اور فاضل مفسرین نے حرمت موسیقی پر استدلال کیا ہے۔اس آیت کریمہ کے ضمن میں ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں حمیری زبان میں غنا کو سمود کہتے ہیں۔حافظ ابن کثیر بھی اپنی تفسیر میں یہ قول لائے ہیں۔[7] سامد کا معنی تکبر، سر اٹھانا، غافل کرنا اور متحیر ہونا آتا ہے:[8] (السامد : اللاهی، الغافل ، الساهی ، المتکبر، القائم ، المتحیر)[9] سامد۔لہو و لعب میں مبتلا، غافل، بھولنے والا، متکبر، کھڑا ہونے والا، حیران ہونے والا ہے۔اسی طرح دیگر لغات عظیمہ میں بھی سامد بمعنی غنا بتایا گیا ہے۔[10] ابن عباس، عکرمہ اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہم نے لاطینی زبان میں سمود کے معنی گانا بجانا بتائے ہیں۔مولانا مودودی نے بھی آیت کریمہ میں موجود لفظ سامدون سے مراد گانا بجانا ہی لیا ہے ذآیت کا اشارہ اسی طرف ہے کہ کفار مکہ قرآن کی آوز دبانے اور لوگوں کی توجہ دوسری طرف ہٹانے کے لیے زور زور سے گانا شروع کر دیتے تھے۔[11] حضرت قتادہ نے اس کا معنی غافلون کیا ہے اور حضرت ضحاک کی رائے میں اس سے مراد لہو لعب میں مشغول ہونے والے ہیں۔ابن عباس رضی اللہ عنہا کے ایک قول کے مطابق لاھون کھیلنے والے اور ایک قول کے مطابقت کبر سے سینہ تان کر گزرنا ہے۔لاھون کا معنی کھیلنے والے اور غافلون کا معنی غفلت میں پڑھنے والے اور گانے بجانے والے میں کوئی خاص معنوی فرق نہیں ہے۔گانا بجانا بھی تفریح اور کھیل کہلاتا ہے اور کھیلنے والے بھی تفریح کرتے ہیں۔گویا گا بجا کر بھی تفریح کرنا اور کھیل کر تفریح کرنا دونوں ہی غفلت میں ڈالنے والے کام ہیں۔اور غفلت میں ڈالنے والے کاموں میں گانا بجانا سب سے اول درجہ پر ہے اور عام کھیل بھی اگر ان میں لہو و لعب ہے تو غافل کرتے ہیں۔لہٰذا ان مختلف اقوال میں ملنے والے مختلف الفاظ باہم مترادفات ہیں بلکہ اگر سامدون کا معنی کھیلنے والے کیا جائے تو اس میں زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ بعض کھیل اپنے وقت ،مقاصد اور نوعیت کے اعتبار سے غفلت میں ڈالنے میں کم تر درجہ رکھتے ہیں۔سب سے بڑھ کر غافل کر دینے والا کھیل ہے۔اس صورت میں تو تمام کھیل ہی اس آیت کی رو سے مذموم ٹھہرتے ہیں۔مفسرین کرام، فقہائے عظام میں سے کثیر اہل علم نے اس سے مراد غنا ہی لیا ہے۔سامدون کا معنی گانا بجانے

والے اس لیے بھی کیا گیا ہے کہ کہا جاتا ہے اسمدی لنا (اسمدلنا :غن لنا)یعنی گانا بجا کر ہمیں غافل کر دو۔ابن کثیر نے یہ قول ذکر کیا ہے قینۃ کو کہا جاتا ہے کہ (اسمدینا ایا لھینابالغناء)یعنی ہمیں غنا کے ساتھ غافل کر دو۔(12)

تیسری آیت کریمہ :(واستفززمن استطعت منهم بصوتک و اجلب علیهم بخیلک و رجلک و شارکهم فی الاموال والاولاد وعدهم ، وما یعدهم الشیطٰن الا غروراً)۔(13)ترجمہ: ان مین سے جن پر تیرا بس چلے اپنی آواز سے پھسلالے ،ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھالے ،مال اولاد میں ان کے ساتھ ساجھی بن جا اور ان سے وعدے کرلے اور شیطان ان سے محض دھوکے ہی کے وعدے کرتا ہے'۔

علامہ قرطبیؒ نے سورۃ لقمان کی آیت ٦ کے تفسیری معنی کی وضاحت کے لیے یہ آیت بھی پیش کی ہے۔(14)اس آیت کریمہ میں شیطان کو اپنی صوت (آواز) سے لوگوں کو پھسلانے کی اجازت دی گئی ہے تا کہ اللہ اپنے صاحب استقامت مومن بندوں کو آزمائے اور پھر ان کی استقامت کے اجر وثواب میں اضافہ کر دے۔ سوال یہ ہے کہ یہ صوت الشیطان کیا ہے ؟جو مخلوق خدا کو پھسلا کر اللہ سے دور کرتی اور ذکر الٰہی سے غافل کرتی ہے۔۔صوت عربی زبان کا معروف لفظ ہے جس کے معنی آواز کے ہیں۔ گویا یہ ایک ایسی آواز ہے جو اللہ سے دور کرتی ہے اللہ سے دوری کے مختلف انداز ہو سکتے ہیں۔اللہ کی ہستی کا انکار کرنا،اللہ کی وحدانیت کا اقرار نہ کرنا،اللہ کے ساتھ شرک کرنا،اللہ کی نافرمانی کرنا، نہ مان کر ان کے خلاف اظہار بھی کرنا،ذکر الٰہی سے غفلت پر اعلانیہ جرات کرنا شامل ہو سکتے ہیں۔ان چھ صورتوں میں سے کچھ ایسی صورتیں ہیں،جو آواز کی محتاج نہیں لیکن کچھ ایسی صورتیں ہیں جن میں آواز بھی دیگر اسباب کی طرح ایک سبب ہے۔ مثلاً اللہ کی نافرمانی کرنا آواز سے بھی ہو سکتی ہے، قدم سے بھی اور ہاتھ سے بھی، آواز جیسے حدیث شریف میں ہے (صوتان ملعونان)(15)دو قسم کی آوازیں ملعون ہیں جب کہ قدم اور ہاتھ کی نافرمانیاں مشہور ہیں۔اسی طرح ہاتھ ،آنکھ ،کان وغیرہ کے زنا کا تذکرہ بھی حدیث میں ہے۔

اس کی مثال اس طرح ہو سکتی ہے کہ ایک شخص شراب پی رہا ہے اب وہ زبان سے بالکل نہیں بول رہا ہے لیکن نافرمانی کر رہا ہے،دوسرا شخص کسی غریب یا مظلوم کو پتھر مار رہا ہے،البتہ اس مارنے والے کی زبان بند ہے یا وہ گونگا ہے تو وہ بھی اللہ کی نافرمانی کر رہا ہے۔ تیسرا شخص چوری کرنے کی نیت سے گھر سے باہر قدم نکال رہا ہے وہ بھی نافرمانی کر رہا ہے۔ایک شخص جو نہ چوری کرتا ہے نہ شراب پیتا ہے نہ کسی کا حق غصب کرتا ہے اور نہ کسی مظلوم پر ظلم کرتا ہے لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے اسے بھی نافرمانی کرنے والا بتایا ہے۔وہ ہے فحش گو اور فاجرانہ اور ممنوع کلام کرنے والا۔ جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے شعراء کے بارے میں فرمایا(16)۲۲ ایک اور شخص ہے اس کا کوئی بھی عمل ایسا نہیں کہ نافرمان کہلائے لیکن اس کے کان فحش گوئی، حرام کلام ،شرکیہ کلمات اور دین کے منافی اشعار وغیرہ سن رہے ہیں اور اس سے سماعت سے لذت پا رہے ہیں۔مزید سننے کا شوق رکھتے ہیں تو یہ بھی نافرمانی ہوئی (ماسوائے ان لوگوں کے جنہوں نے دلچسپی،خوشی اور شوق سے ایسی آوازوں پر توجہ نہ دی)اب یہ آخری شخص بھی نافرمان کہلائے گا اور یہ نافرمانی سراسر آواز ہی کی صورت میں ہے پھر بعض کلام ایسے استعاروں،اشاروں ،ذو معنی جملوں اور فحش الفاظ پر مشتمل ہوتا ہے کہ جس کے سننے سے انسان ذکر الٰہی سے غافل رہتا ہے مثلاً اپنے گھروں میں اگر ہم دیکھیں تو

ایک گھنٹہ بالفرض ڈرامہ دیکھنے پر لگا دیتے ہیں اور یہ ڈرامہ جھوٹ، اور فحش الفاظ پر مشتمل ہو تو گویا ایک گھنٹہ تک ہم اللہ کے ذکر سے غافل رہے۔ یہ غافل کس آواز نے کیا؟؟؟اس طرح ایک شخص گاڑی پر اپنے گھر سے نکلا، بیٹھتے ہی گانا بجانے والا آلہ ٹیپ، سی ڈی وغیرہ چلا دیتا ہے۔ وہ دو گھنٹے کا سفر کر کے لاہور سے فیصل آباد پہنچتا ہے اس دوران اس نے مسلسل اللہ کے ذکر سے روگردانی کی، حتی کہ سفر کی دعاؤں کی سنت سے بھی محروم رہا، اللہ سے ان دعاؤں کے ذریعے نہ مانگ سکا، نہ ہم کلام ہو سکا اور اگر ہوا بھی تو اس صورت میں کہ کان اس کا ساتھ نہ دے رہے ہوں، اور نہ دل یاد الٰہی میں دھڑک رہا ہو۔۔۔ تو یہ ذکر۔۔ کاہے کا ذکر۔۔ ایسے ذکر کی قبولیت کا تذکرہ کہاں، بلکہ ادائیگی نماز جیسے ذکر الٰہی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دل و دماغ اور تنہائی کی حضوری سے بہتر اور مقبول نماز بنانے کا حکم دیا۔(17) یہ شخص صوت بلکہ حسن صوت کے دلفریب سازوں کی بنا پر اللہ کی قربت سے پھسلا اور نافرمانی اور غفلت میں پڑ گیا۔ لہذا ہر وہ آواز جو انسان کو اپنے رب کے ذکر سے، اپنے وقت کے استفادے سے اور اپنے مقصد زندگی (عبادت و خدمت) سے چند لمحات کے لیے بھی غافل کر دے وہ صوت الشیطان ہو گی۔۔ علامہ قرطبیؒ صوت الشیطان سے مراد ہر اس شخص کی آواز لی ہے جو اللہ کی نافرمانی کی طرف دعوت دے۔(18)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے مراد غنا مزامیر اور کھیل تماشا لیا ہے۔ مجاہد نے بھی اس سے یہی مراد لیا ہے۔ ضحاک اسے مزمار کی آواز قرار کرتے ہیں۔(19) یہ ممکن ہے کہ صوت الشیطان کو غنا تک محدود کیا جائے بلکہ اس کو وسعت دی جائے تاکہ تمام ایسی آوازیں جو اللہ سے دور کریں وہ سب صوت الشیطان ہیں لیکن غنا صوت الشیطان کا اہم ترین حصہ ہے۔ بلاشبہ غنا اور ساز کو اگر شیطان کی آواز سے نکال دیں تو یہ تو ایسے ہی رہ جائے گا جیسے ایک کامل ادیب کے ہاتھ سے قلم چھین لیا جائے۔ اگرچہ وہ بولتا ہے، چلتا پھرتا ہے، سوتا جاگتا ہے، لیکن وہ کھیلتا نہیں اور نہ وہ معاشرے کا اتنا کارآمد اور متاثر کن رکن بن سکتا ہے اسی طرح غنا اور ساز کو صوت الشیطان سے نکال دیا جائے تو صوت الشیطان ایک مریل سی اور غیر متاثر کن صورتوں میں باقی رہ جائے۔ مفسرین کرام نے اس آیہ کریمہ کو حرمت موسیقی کی دلیل بنایا ہے :

''فی الآیة ما یدل علی تحریم المزامیر والغناء واللهو لقوله (واستفزز من استطعت منهم بصوتک۔۔۔) علی قول مجاهد وما کان من صوت الشیطان او فعله وما یستحسنه فواجب التنزه عنه۔''(20)

دور جدید میں موسیقی کی حلت کے بڑے دعوے دار جاوید احمد غامدی صاحب نے اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے۔ ہمارے نزدیک صوت الشیطان یعنی شیطان کی آواز کو غنا سے محدود کرنا کسی طرح بھی صحیح نہیں۔ غامدی صاحب کے موقف کے مطابق غنا صوت الشیطان تو ہے مگر صوت الشیطان صرف غنا نہیں ہے یہ اس طرح کا قاعدہ ہے کہ جیسے باب نمبر ۲ کتاب تو ہے مگر کتاب صرف باب نمبر ۲ پر مشتمل نہیں۔ خود غامدی صاحب کے اس رقم کردہ جملہ کا جس طرح بھی جائزہ لیا جائے، اس کا مطلب یہی سامنے آتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تو صوت الشیطان کا مطلب صرف غنا لیا ہے اس الہامی تائید کے ساتھ جو انہیں رسول اللہ ﷺ کی دعا کے نتیجے میں تفسیر کی عظیم اور بے مثال اہلیت کی صورت میں ملی، لیکن دور جدید کے مفسر، شریعت اسلامیہ کے جدید صورت گری کے علمبردار (غامدی صاحب کسی بھی الہامی تائید کے بغیر اور رسول ﷺ کی ان کے لیے ان کی تفسیری اہلیت میں اضافہ کی دعا نہ ہونے اور اسباب نزول قرآن کے عینی شاہد نہ ہونے کے

باوجود انہیں صوت الشیطان لغوی وسعت اور عملی مشاہدات کی روشنی میں غنا میں محدود نظر نہیں آتی۔ کسی بھی چیز میں کسی کا محدود نہ ہونے کا مطلب اس کی وسعت ہوتا ہے نہ کہ وہ چیز ہی اس سے نکال دی جائے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے فیصل آباد پاکستان میں ہے لیکن پاکستان فیصل آباد تک محدود نہیں، یقیناً نہیں لیکن اگر فیصل آباد کا کوئی شخص سعودیہ میں رہتا ہے اور اس کی وجہ سے کسی مسئلہ میں لفظ پاکستانی بولا جائے۔ مثلاً پاکستانی کے کاروبار میں خلاف قانون حرکت پر پابندی لگادی گئی تو اس خبر یا جملے کا مطلب ہر گز یہ نہیں کہ ہر پاکستانی کے کاروبار پر پابندی لگ گئی ہے بلکہ یہاں وہاں کے لوگوں سے پوچھا جائے گا تو اس پاکستانی کا نام ہی لیں گے۔ اور یہاں پاکستانی سے مراد وہی معینہ پاکستانی ہے نہ کہ کوئی دوسرا پاکستانی۔ اسی طرح سے یہاں ابن عباس کا اسباب نزول قرآن سے بہترین آگاہی کی بنا پر اگر انہوں نے اسے غنا کے ساتھ خاص کر دیا ہے تو ممکن ہے یہاں مراد ہی یہی ہو۔ لیکن اصطلاحاً اس سے مراد وہ سب آوازیں ہیں جو شیطانی کاروبار بڑھاتی ہیں اور عبادالرحمن کو پھسلانے اور شیطان کا ساتھی بننے اور اس کی سواری پر سوار ہونے کی دعوت دیتی، ترغیب پیدا کرتی اور کھینچتی ہیں اسی طرح غامدی صاحب نے موسیقی میں اصل اباحت کی رائے دے کر اس مقام پر صوت الشیطان کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے وہ موسیقی صوت الشیطان ہے جو پروردگار سے سرکشی کا سبب بنتی ہے۔ درحقیقت یہ بھی شیطان کی چال ہے جس سے موسیقی کی ممانعت کے حکم میں نرمی لانا مقصود نظر آتا ہے یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ موسیقی کی وہ کون سی قسم ہے، جو فرمان الٰہی کا ادب و احترام اور شریعت اسلامیہ پر عمل کا درس دیتی ہے؟ ظاہر ہے اس سوال کا کوئی جواب نہیں، زیادہ سے زیادہ اس سوال کا جواب یہ دیا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دف بجانے کی اجازت دی ہے تو دف موسیقی کی اس قسم سے نکل گئی جو سرکش بناتی ہے تو یہ بھی کم از کم سرکش بنانے میں کمزور حیثیت رکھتی ہے نہ کہ تابع فرمان الٰہی کا جذبہ پیدا کرتی ہے رہی یہ بات کہ دف کی اجازت جو رسول اللہ ﷺ نے دی ہے وہ کن شرائط و حدود کے ساتھ دی ہے اور یہ جائز قرار دیا جانے والا آلۂ موسیقی دف، کیسا آلہ تھا؟ کیا آلات موسیقی میں اہم آلہ دف تھا یا اس سے مختلف کوئی چیز تھی جسے دف سے ملتے جلتے ہونے کی بنا پر دف کہہ دیا گیا اس کی بحث ان شاءاللہ آئندہ صفحات میں آئے گی۔ سادہ طریقہ پر حسن صوت سے اچھے شعر پڑھنا، بامقصد اشعار پڑھنے میں ترنم اختیار کرنا اور اصطلاحاً غنا نہیں بلکہ آج کے دور میں بھی ان اشعار میں اور مروجہ گانوں میں فرق کیا جاتا ہے جیسے اقبال کی غزل، نظم یا ترانہ اور کاشمیری کا گانا ایک بھی نہیں، ایک جیسے بھی نہیں اور قریب قریب بھی نہیں۔

چوتھی آیت کریمہ: ((والذین لا یشھدون الزور واذا مروا باللغو مروا کراماً))۔[21]

ترجمہ: "اور وہ کسی "زور" میں شریک نہیں ہوتے اور اگر کسی لغو پر ان کا گزر ہو تو وقار سے گزر جاتے ہیں"۔

مفسرین حرمت موسیقی پر بطور دلیل اس آیت کو بھی پیش کرتے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں "زور" کلمہ استعمال ہوا ہے جس کے لغوی معنی جھوٹ اور باطل کے ہیں اس سے کیا مراد ہے؟ مفسرین کرام نے اگرچہ اس کے مرادی معنی میں اختلاف کیا ہے امام مجاہد اور محمد بن حنفیہ نے اس سے مراد موسیقی لی ہے۔[22] اس طرح فقہائے کرام میں سے بھی امام ابو حنیفہ نے اسے غنا کے معنی میں لیا ہے۔[23] امام ابن قیم نے غنا کو سب سے بڑا جھوٹ قرار دیا ہے (الغناء من اعظم الزور)[24] موسیقی کی حرمت کے ناقدین بھی زور سے مراد باطل کام لیتے ہیں اور اس

کی تشریح وہ...،'شرک، گانا بجانا، جھوٹ یا اس کے علاوہ کوئی بھی ایسا کام جس پر زور کا اطلاق ہوتا ہے' سے کرتے ہیں۔[25] دراصل یہ امام طبری کی کی گئی تعریف ہے جو انہوں نے اس آیت کے ضمن میں کی ہے لیکن اس تعریفی کلمات سے بھی گانا بجانا کو زور میں شامل کیا گیا ہے ۔لہذا خود ان ناقدین حرمت موسیقی کی اختیار کردہ اور پسند کردہ تعریف بھی گانا بجانا کو زور میں شامل کرتی ہے۔امام قرطبیؒ مذکورہ آیت (والذین لا یشھدون الزور) کی تفسیر ان لفاظ میں کرتے ہیں(ای لا یحضرون الکذب والباطل ولایشاھدونه)یعنی وہ جھوٹ اور باطل پر حاضر نہیں ہوتے اور نہ ہی اس کو دیکھتے ہیں۔کذب پر حاضر ہونا اور اس کو دیکھنا، دونوں جمع سے کس طرح کا کذب مراد لیا جاسکتا ہے۔ظاہر ہے ہر وہ جھوٹ جسے پیش کیا جائے دیکھنے کے لیے اور اکاذیب میں سے دیکھنے کے لیے بطور خاص جو کذب پیش کیا جاتا ہے وہ موسیقی، رقص ،غنا اور ڈرامہ و فلم وغیرہ ہی ہیں۔جن میں کردار، مقامات، نام، کرداروں کی باہمی رشتہ داریاں، مکالمات وجذبات کے اظہار کی کیفیات سب اختراعات ہوتی ہیں لہذا امام قرطبیؒ کے تفسیری مرادی معنی بھی مجاھد کے موقف کے اصطلاحا خلاف نہیں، حضرت عکرمہ نے اس سے کھیل مراد لیا ہے جسے جاہلیت میں زور کا نام دیا جاتا تھا۔[26] گویا جاہلیت کے کھیل اور مشاغل میں سے جھوٹ پر مبنی کھیلوں کو زور ہی کہا جاتا تھا ۔اگرچہ بعض مفسرین نے اسے جھوٹی شہادت کے معنی میں بھی لی ہے لیکن آیت کریمہ کے اگلے حصے میں وارد کلمہ لغواس بات کی تائید کے لیے کافی ہے کہ یہاں زور کے معنی میں توسع ہے اور اس سے مراد شرک جھوٹ، باطل اور گانے بجانے کی محفلیں سب شامل ہیں بلکہ آج کے دور میں اس کے معنی کو ان صحافتی اور سیاسی مجمعوں سے وسعت دی جاسکتی ہے جہاں جھوٹ کو منوانے اور پھیلانے کے لیے جمع ہوا جائے جیسے مغربی ممالک میں باطل کاموں کی اجازت کے لیے احتجاجی اجتماعات منعقد کیے جاتے ہیں مثلاہم جنس پرستوں کی امریکی فوج میں بھرتی پر پابندی کے خلاف امریکی ہم جنس پرستوں کا اجتماع جو امریکی صدر بل کلنٹن کے دور میں کیا گیا،اسی طرح اقوام متحدہ میں عراق اور افغانستان کے خلاففوجی کاروائی کے لیے 11/9 کے واقعات اور عراقی ایٹمی تنصیبات کی جھوٹی شہادتوں، کہانیوں اور جھوٹے پروپیگنڈا کی بیاد پر عالمی سطح ہر تمام مملک کی حمایت حاصل کرنے کے لیے سلامتی کونسل کا اجلاس وغیرہ۔آیت کریمہ کے اگلے حصہ [واذا مرو با لغو مرو کراما] میں لغو سے مراد لایعنی، فضول اور بے مقصد قول اور فعل لیا گیا ہے۔[27] اس لایعنی، ضیاع وقت کا باعث بننے والے بے مقصد ڈرامے، فلمیں ،محافل موسیقی سب اس میں شامل ہیں۔امام قرطبیؒ لکھتے ہیں۔(فیدخل فیه الغناء واللھووغیر ذلک مما قاربه)[28] یعنی اس میں غنا، لھو اور جو بھی اس سے قریب قریب ہے سب شامل ہے۔امام حسن بصری نے تمام معاصی کو اس میں شامل کیا ہے۔معاص کے لفظ سے معنی میں جامعیت پیدا ہو گئی ہے اور یہاں کراما کا معنی ایسے منہ پھیرنے والے ہیں جو ان چیزوں اور لغویات کی افادیت کا انکار کرتے اور ان سے مکمل طور پر اعراض کرتے ہیں۔علامہ قرطبیؒ یہاں ابن مسعود کا فعل بھی لائے ہیں کہ "ان عبداللہ بن مسعود سمع غنا فاسرع وذھب "یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو غنا کی آواز آئی تو جلدی سے گزر گئے۔[29] ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ فعل ابن کثیر نے بھی بیان کیا ہے اگرچہ یہ روایت منقطع ہے لیکن اہل اسلام اور عباد الرحمن کا تعامل ہمیشہ سے یہی رہا ہے۔زور کے کاموں پر بشمول محفل موسیقی کوئی ولی اللہ ،کوئی نیک بندہ، کوئی صحابی حاضر نہیں ہوا۔اس طرح تعامل امت کے طور پر بھی زور کے مرادی معنی میں محافل موسیقی شامل ہیں۔کیا گانے

میں بیان کردہ جذبات، اس گویئے کے اپنے ہوتے ہیں، اس وقت اور اس معینہ ساتھی کے لیے جس کی صورت اور نام کے ساتھ اسے گایا جارہا ہے، کیا گلوکار، موسیقار اس شخص کے لیے وہی جذبات وکیفیات کا حامل ہوتا ہے جو اس وقت گانے کے الفاظ اور موسیقی کے شعروں میں کہا جارہا ہوتا ہے۔۔۔یقیناً ایسا نہیں ہوتا۔۔۔تو انہیں کے جواب کی صورت میں کیا یہ جھوٹ یعنی ''زور'' نہیں ہوگا؟ یقیناً یہ بھی زور ہی ہے۔ عبادالرحمن کی شان یہ ہے کہ وہ زور کی محفلوں میں اور لغویات پر حاضر نہیں ہوتے بلکہ وہ حقیقی متانت وشرافت، بے نیازی اور وقار کے ساتھ وہاں سے اعراض کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں۔(هذا الغناء والذی لا اله الا هو یرددها ثلاث مرات)[30] ''اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اس سے مراد غنا ہے آپ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی۔[31] حافظ ابن قیم اور امام حاکم نے اسے صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔ علامہ ذہبی نے بھی امام حاکم کی موافقت کی ہے۔[32] حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ نے اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں فرمایا۔ (نزلت فی الغناء واشباهه)۔[33] یہ آیت غنا اور اس جیسی چیزوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضرت جابر بن عبداللہ سے منقول ہے لھوا لحدیث سے مراد غنا اور اس کا سننا ہے۔[34] اگرچہ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس آیت کے ضمن میں ''لھوالحدیث'' کے عمومی معانی ملتے ہیں، لیکن کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے ابن عباس، ابن مسعود اور جابر رضی اللہ عنہم کے قول کی مخالفت نہیں کی بلکہ ان کے اقوال میں عموم وخصوص کا تعلق ہے۔ دوسرے یہ کہ آیت مذکورہ میں چند صحابہ کرام نے لھوالحدیث کی تفسیر گانے بجانے کے ساتھ خاص کی اور دوسرے حضرات نے اگرچہ تفسیر عام قرار دی ہے کہ ہر ایسے کھیل کو جو اللہ سے غافل کردے ''لھوالحدیث'' فرمایا ہے مگر ان کے نزدیک بھی گانا بجانا اس میں شامل ہے۔[35] جب کسی صحابی سے خصوصی تفسیری اقوال کی نفی یا مخالفت وارد نہیں تو قاعدہ یہ ہے کہ انہیں اس تفسیری قول سے متفق قرار دیا جائے گا۔ فرق صرف یہ ہے کہ انہوں نے ''لھوالحدیث'' کو صرف گانا بجانا سے خاص نہیں کیا بلکہ ''لھوالحدیث'' کی مختلف صورتوں میں سے ایک گانا بجانا قرار دیا ہے۔ صحابہ کرام کے بعد قرآن مجید کی تفسیر میں سب سے زیادہ آگاہی حضرات تابعین کو تھی۔ ان میں سے بھی کثیر تعداد نے ''لھوالحدیث'' سے مراد گانا بجانا کو لیا ہے۔۔۔اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے منصب رسالت کا اعلان کرتے ہوئے ان کے فرائض میں ((ویعلمهم الکتاب)) کو بھی شامل کیا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ سے ہی قرآن مجید کی تفسیر سمجھی جاسکتی ہے۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ سے تفسیر قرآن مجید کے عمل میں صحابہ کرام کا کوئی شریک وسہیم نہیں۔ اس بنا پر صحابہ کرام سے بہتر اور برمحل تفسیر کرنے میں ان کے بعد کے علماء بے بس اور تہی دست ہیں۔ صحابہ کرام کے بعد تفسیر قرآن کے سب سے زیادہ جاننے والے تابعین ہیں اور صحابہ اور تابعین میں طبقہ مفسرین کی کثیر تعداد ''لھوالحدیث'' کا معنی غنا ہی کرتی ہے۔ بلکہ اس آیت کی تفسیر میں نضر بن حارث کا قصہ بھی بیان کیا جاتا ہے جس میں قرآن مجید کے سماع میں دلچسپی اور شوق کو کم کرنے کے لیے اس کے مغنیات خریدنے اور شاہان عجم کے قصے اور اسفندیار اور رستم کی داستانیں لاکر قصہ گوئی اور ناچ گانے کی محفلیں برپا کرنے کا تفصیلی تذکرہ موجود ہے۔[36] عمر بن عبدالعزیز نے صحابہ کے تفسیری اقوال کی اہمیت کے ضمن میں ایک بدعتی کے جواب میں بیان کیا ہے۔(ولئن قلتم لم انزل الله ایة کذاولم قال کذا لقد ما

قرائتم واعلموامن تأويله ما جهلتم وقالوا بعد ذلک بکتاب وقدر۔[37]"اگر تم یہ کہو کہ اللہ نے یہ آیت کیوں نازل کی اور یہ کیوں فرمایا (جو تقدیر کے بظاہر خلاف ہے) یقیناً صحابہ کرام نے قرآن پڑھا ہے جو تم پڑھتے ہو اور انہوں نے اس کی تعبیر و تاویل کو سمجھا ہے جس سے تم جاہل ہو مگر اسکے باوجود انہوں نے مسئلہ تقدیر کو تسلیم کیا ہے"۔

ابن عباس رضی اللہ عنہا کے ایک قول کے مطابق لاھون کھیلنے والے اور ایک قول کے مطابقت کبر سے سینہ تان کر گزرنا ہے۔لاھون کا معنی کھیلنے والے اور غافلون کا معنی غفلت میں پڑھنے والے اور گانے بجانے والے میں کوئی خاص معنوی فرق نہیں ہے۔گانا بجانا بھی تفریح اور کھیل کہلاتا ہے اور کھیلنے والے بھی تفریح کرتے ہیں۔گویا گا بجا کر بھی تفریح کرنا اور کھیل کر تفریح کرنا دونوں ہی غفلت میں ڈالنے والے کام ہیں۔اور غفلت میں ڈالنے والے کاموں میں گانا بجانا سب سے اول درجہ پر ہے اور عام کھیل بھی اگر ان میں لہو ولعب ہے تو غافل کرتے ہیں۔لہٰذا ان مختلف اقوال میں ملنے والے مختلف الفاظ باہم مترادفات ہیں بلکہ اگر سامدون کا معنی کھیلنے والے کیا جائے تو اس میں زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ بعض کھیل اپنے وقت، مقاصد اور نوعیت کے اعتبار سے غفلت میں ڈالنے میں کم تر درجہ رکھتے ہیں۔سب سے بڑھ کر غافل کردینے والا کھیل ہے۔اس صورت میں تو تمام کھیل ہی اس آیت کی رو سے مذموم ٹھہرتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ یہ صوت الشیطان کیا ہے؟جو مخلوق خدا کو پھسلا کر اللہ سے دور کرتی اور ذکر الٰہی سے غافل کرتی ہے۔۔صوت عربی زبان کا معروف لفظ ہے جس کے معنی آواز کے ہیں۔گویا یہ ایک ایسی آواز ہے جو اللہ سے دور کرتی ہے اللہ سے دوری کے مختلف انداز ہو سکتے ہیں۔اللہ کی ہستی کا انکار کرنا، اللہ کی وحدانیت کا اقرار نہ کرنا، اللہ کے ساتھ شرک کرنا، اللہ کی نافرمانی کرنا، نہ مان کر ان کے خلاف اظہار بھی کرنا، ذکر الٰہی سے غفلت پر اعلانیہ جرات کرنا شامل ہو سکتے ہیں۔ان چھ صورتوں میں سے کچھ ایسی صورتیں ہیں، جو آواز کی محتاج نہیں لیکن کچھ ایسی صورتیں ہیں جن میں آواز بھی دیگر اسباب کی طرح ایک سبب ہے۔مثلاً اللہ کی نافرمانی کرنا آواز سے بھی ہو سکتی ہے، قدم سے بھی اور ہاتھ سے بھی، آواز جیسے حدیث شریف میں ہے (صوتان ملعونان)[38] دو قسم کی آوازیں ملعون ہیں جب کہ قدم اور ہاتھ کی نافرمانیاں مشہور ہیں۔اسی طرح ہاتھ، آنکھ، کان وغیرہ کے زنا کا تذکرہ بھی حدیث میں ہے۔

اس کی مثال اس طرح ہو سکتی ہے کہ ایک شخص شراب پی رہا ہے اب وہ زبان سے بالکل نہیں بول رہا ہے لیکن نافرمانی کر رہا ہے، دوسرا شخص کسی غریب یا مظلوم کو پتھر مار رہا ہے، البتہ اس مارنے والے کی زبان بند ہے یا وہ گونگا ہے تو وہ بھی اللہ کی نافرمانی کر رہا ہے۔تیسرا شخص چوری کرنے کی نیت سے گھر سے باہر قدم نکال رہا ہے وہ بھی نافرمانی کر رہا ہے۔ایک شخص جو نہ چوری کرتا ہے نہ شراب پیتا ہے نہ کسی کا حق غصب کرتا ہے اور نہ کسی مظلوم پر ظلم کرتا ہے لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے اسے بھی نافرمانی کرنے والا بتایا ہے۔وہ ہے فحش گو اور فاجرانہ اور ممنوع کلام کرنے والا۔جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے شعراء کے بارے میں فرمایا[39] ایک اور شخص ہے اس کا کوئی بھی عمل ایسا نہیں کہ نافرمان کہلائے لیکن اس کے کان فحش گوئی، حرام کلام، شرکیہ کلمات اور دین کے منافی اشعار وغیرہ سن رہے ہیں اور اس سے سماعت سے لذت پا رہے ہیں۔مزید سننے کا شوق رکھتے ہیں تو یہ بھی نافرمانی ہوئی (ماسوائے ان لوگوں کے جنہوں نے دلچسپی، خوشی اور شوق سے ایسی آوازوں پر

توجہ نہ دی)اب یہ آخری شخص بھی نافرمان کہلائے گا اور یہ نافرمانی سراسر آواز ہی کی صورت میں ہے پھر بعض کلام ایسے استعاروں، اشاروں ،ذو معنی جملوں اور فحش الفاظ پر مشتمل ہوتا ہے کہ جس کے سننے سے انسان ذکر الٰہی سے غافل رہتا ہے مثلاً اپنے گھروں میں اگر ہم دیکھیں تو ایک گھنٹہ بالفرض ڈرامہ دیکھنے پر لگا دیتے ہیں اور یہ ڈرامہ جھوٹ ،اور فحش الفاظ پر مشتمل ہو تو گویا ایک گھنٹہ تک ہم اللہ کے ذکر سے غافل رہے۔یہ غافل کس آواز نے کیا؟؟؟اس طرح ایک شخص گاڑی پر اپنے گھر سے نکلا، بیٹھتے ہی گانا بجانے والا آلہ ٹیپ، سی ڈی وغیرہ چلا دیتا ہے ۔وہ دو گھنٹے کا سفر کرکے لاہور سے فیصل آباد پہنچتا ہے اس دوران اس نے مسلسل اللہ کے ذکر سے روگردانی کی، حتیٰ کہ سفر کی دعاؤں کی سنت سے بھی محروم رہا، اللہ سے ان دعاؤں کے ذریعے نہ مانگ سکا، نہ ہم کلام ہو سکا اور اگر ہوا بھی تو اس صوررت میں کہ کان اس کا ساتھ نہ دے رہے ہوں، اور نہ دل یاد الٰہی میں دھڑک رہا ہو۔۔۔تو یہ ذکر۔۔کاہے کا ذکر۔۔ایسے ذکر کی قبولیت کا تذکرہ کہاں، بلکہ ادائیگی نماز جیسے ذکر الٰہی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دل و دماغ اور تنہائی کی حضوری سے بہتر اور مقبول نماز بنانے کا حکم دیا۔[40] یہ شخص صوت بلکہ حسن صوت کے دلفریب سازوں کی بنا پر اللہ کی قربت سے پھسلا اور نافرمانی اور غفلت میں پڑ گیا۔لہٰذا ہر وہ آواز جو انسان کو اپنے رب کے ذکر سے ،اپنے وقت کے استفادے سے اور اپنے مقصد زندگی (عبادت و خدمت) سے چند لمحات کے لیے بھی غافل کردے وہ صوت الشیطان ہو گی۔۔علامہ قرطبیؒ صوت الشیطان سے مراد ہر اس شخص کی آواز لی ہے جو اللہ کی نافرمانی کی طرف دعوت دے۔[41]

یہ ممکن ہے کہ صوت الشیطان کو غنا تک محدود کیا جائے بلکہ اس کو وسعت دی جائے تا کہ تمام ایسی آوازیں جو اللہ سے دور کریں وہ سب صوت الشیطان ہیں لیکن غنا صوت الشیطان کا اہم ترین حصہ ہے۔بلاشبہ غنا اور ساز کو اگر شیطان کی آواز سے نکال دیں تو یہ تو ایسے ہی رہ جائے گا جیسے ایک کامل ادیب کے ہاتھ سے قلم چھین لیا جائے۔اگرچہ وہ بولتا ہے، چلتا پھرتا ہے، سوتا جاگتا ہے، لیکن وہ کھیلتا نہیں اور نہ وہ معاشرے کا اتنا کارآمد اور متاثر کن رکن بن سکتا ہے اسی طرح غنا اور ساز کو صوت الشیطان سے نکال دیا جائے تو صوت الشیطان ایک مریل سی اور غیر متاثر کن صورتوں میں باقی رہ جائے۔مفسرین کرام نے اس آیہ کریمہ کو حرمت موسیقی کی دلیل بنایا ہے:

’’فی الآیة ما یدل علی تحریم المزامیر والغناء واللھو لقوله (واستفزز من استطعت منھم بصوتک۔۔۔) علی قول مجاھدوما کان ننننن من صوت الشیطان او فعله وما یستحسنه فواجب التنزه عنه۔‘‘[42]

دور جدید میں موسیقی کی حلت کے بڑے دعوے دار جاوید احمد غامدی صاحب نے اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے۔ہمارے نزدیک صوت الشیطان یعنی شیطان کی آاواز کو غنا سے محدود کرنا کسی طرح بھی صحیح نہیں۔غامدی صاحب کے موقف کے مطابق غنا صوت الشیطان تو ہے مگر صوت الشیطان صرف غنا نہیں ہے یہ اس طرح کا قاعدہ ہے کہ جیسے باب نمبر ۲ کتاب تو ہے مگر کتاب صرف باب نمبر ۲ پر مشتمل نہیں۔خود غامدی صاحب کے اس رقم کردہ جملہ کا جس طرح بھی جائزہ لیا جائے،اس کا مطلب یہی سامنے آتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہا نے تو صوت الشیطان کا مطلب صرف غنا لیا ہے اس الہامی تائید کے ساتھ جو انہیں رسول اللہ ﷺ کی دعا کے نتیجے میں تفسیر کی عظیم اور بے مثال اہلیت کی صورت میں ملی، لیکن دور جدید کے مفسر، شریعت اسلامیہ کے جدید صورت گری کے علمبردار (غامدی صاحب کسی بھی الہامی

تائید کے بغیر اور رسول ﷺ کی ان کے لیے ان کی تفسیری اہلیت میں اضافہ کی دعا نہ ہونے اور اسباب نزول قرآن کے عینی شاہد نہ ہونے کے باوجود انہیں صوت الشیطان لغوی وسعت اور عملی مشاہدات کی روشنی میں غنا میں محدود نظر نہیں آتی۔ کسی بھی چیز میں کسی کا محدود نہ ہونے کا مطلب اس کی وسعت ہوتا ہے نہ کہ وہ چیز ہی اس سے نکال دی جائے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے فیصل آباد پاکستان میں ہے لیکن پاکستان فیصل آباد تک محدود نہیں، یقیناً نہیں لیکن اگر فیصل آباد کا کوئی شخص سعودیہ میں رہتا ہے اور اس کی وجہ سے کسی مسئلہ میں لفظ پاکستانی بولا جائے۔ مثلاً پاکستانی کے کاروبار میں خلاف قانون حرکت پر پابندی لگادی گئی تو اس خبر یا جملے کا مطلب ہر گز یہ نہیں کہ ہر پاکستانی کے کاروبار پر پابندی لگ گئی ہے بلکہ یہاں وہاں کے لوگوں سے پوچھا جائے گا تو اس پاکستانی کا نام ہی لیں گے۔ اور یہاں پاکستانی سے مراد وہی معینہ پاکستانی ہے نہ کہ کوئی دوسرا پاکستانی۔ اسی طرح سے یہاں ابن عباس کا اسباب نزول قرآن سے بہترین آگاہی کی بناپر اگر انہوں نے اسے غنا کے ساتھ خاص کر دیا ہے تو ممکن ہے یہاں مراد ہی یہی ہو۔ لیکن اصطلاحاً اس سے مراد وہ سب آوازیں ہیں جو شیطانی کاروبار بڑھاتی ہیں اور عبادالرحمن کو پھسلانے اور شیطان کا ساتھی بننے اور اس کی سواری پر سوار ہونے کی دعوت دیتی، ترغیب پیدا کرتی اور کھینچتی ہیں اسی طرح غامدی صاحب نے موسیقی میں اصل اباحت کی رائے دے کر اس مقام پر صوت الشیطان کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے وہ موسیقی صوت الشیطان ہے جو پروردگار سے سرکشی کا سبب بنتی ہے۔ درحقیقت یہ بھی شیطان کی چال ہے جس سے موسیقی کی ممانعت کے حکم میں نرمی لانا مقصود نظر آتا ہے یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ موسیقی کی وہ کون سی قسم ہے، جو فرمان الٰہی کا ادب واحترام اور شریعت اسلامیہ پر عمل کا درس دیتی ہے؟ ظاہر ہے اس سوال کا کوئی جواب نہیں، زیادہ سے زیادہ اس سوال کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دف بجانے کی اجازت دی ہے تو دف موسیقی کی اس قسم سے نکل گئی جو سرکش بناتی ہے تو یہ بھی کم از کم سرکش بنانے میں کمزور حیثیت رکھتی ہے، نہ کہ تابع فرمان الٰہی کا جذبہ پیدا کرتی ہے رہی یہ بات کہ دف کی اجازت جو رسول اللہ ﷺ نے دی ہے وہ کن شرائط وحدود کے ساتھ دی ہے اور یہ جائز قرار دیا جانے والا آلۂ موسیقی دف، کیسا آلہ تھا؟ کیا آلات موسیقی میں اہم آلہ دف تھا یا اس سے مختلف کوئی چیز تھی جسے دف سے ملتے جلتے ہونے کی بناپر دف کہہ دیا گیا۔ سادہ طریقہ پر حسن صوت سے اچھے شعر پڑھنا، بامقصد اشعار پڑھنے میں ترنم اختیار کرنا اور اصطلاحاً غنا نہیں بلکہ آج کے دور میں بھی ان اشعار میں اور مروجہ گانوں میں فرق کیا جاتا ہے جیسے اقبال کی غزل، نظم یا ترانہ اور کاشمیری کا گانا ایک بھی نہیں، ایک جیسے بھی نہیں اور قریب قریب بھی نہیں۔

مفسرین کرام نے اگرچہ اس کے مرادی معنی میں اختلاف کیا ہے امام مجاہد اور محمد بن حنفیہ نے اس سے مراد موسیقی لی ہے۔[43] اس طرح فقہائے کرام میں سے بھی امام ابو حنیفہ نے اسے غنا کے معنی میں لیا ہے۔[44] امام ابن قیم نے غنا کو سب سے بڑا جھوٹ قرار دیا ہے (الغناء من اعظم الزور)[45] موسیقی کی حرمت کے ناقدین بھی زور سے مراد باطل کام لیتے ہیں اور اس کی تشریح وہ۔۔۔،'شرک، گانا بجانا، جھوٹ یا اس کے علاوہ کوئی بھی ایسا کام جس پر زور کا اطلاق ہوتا ہے' سے کرتے ہیں۔[46] دراصل یہ امام طبری کی کی گئی تعریف ہے جو انہوں نے اس آیت کے ضمن میں کی ہے لیکن اس تعریفی کلمات سے بھی گانا بجانا کو زور میں شامل کیا گیا ہے۔ لہذا خود ان ناقدین حرمت موسیقی کی اختیار

کردہ اور پسند کردہ تعریف بھی گانا بجانا کو زور میں شامل کرتی ہے۔امام قرطبیؒ مذکورہ آیت (والذین لا یشھدون الزور) کی تفسیر ان لفاظ میں کرتے ہیں(ای لا یحضرون الکذب والباطل ولایشاھدونہ)یعنی وہ جھوٹ اور باطل پر حاضر نہیں ہوتے اور نہ ہی اس کو دیکھتے ہیں۔ کذب پر حاضر ہونا اور اس کو دیکھنا، دونوں جمع سے کس طرح کا کذب مراد لیا جا سکتا ہے۔ظاہر ہے ہر وہ جھوٹ جسے پیش کیا جائے دیکھنے کے لیے اور اکاذیب میں سے دیکھنے کے لیے بطور خاص جو کذب پیش کیا جاتا ہے وہ موسیقی، رقص، غنا اور ڈرامہ و فلم وغیرہ ہی ہیں۔جن میں کردار، مقامات، نام، کرداروں کی باہمی رشتہ داریاں، مکالمات وجذبات کے اظہار کی کیفیات سب اختراعات ہوتی ہیں لہٰذا امام قرطبیؒ کے تفسیری مرادی معنی بھی مجاھد کے موقف کے اصطلاحا خلاف نہیں، حضرت عکرمہ نے اس سے کھیل مراد لیا ہے جسے جاہلیت میں زور کا نام دیا جاتا تھا۔[47] گویا جاہلیت کے کھیل اور مشاغل میں سے جھوٹ پر مبنی کھیلوں کو زور ہی کہا جاتا تھا۔اگرچہ بعض مفسرین نے اسے جھوٹی شہادت کے معنی میں بھی لی ہے لیکن آیت کریمہ کے اگلے حصے میں وارد کلمہ لغو اس بات کی تائید کے لیے کافی ہے کہ یہاں زور کے معنی میں توسع ہے اور اس سے مراد شرک جھوٹ، باطل اور گانے بجانے کی محفلیں سب شامل ہیں بلکہ آج کے دور میں اس کے معنی کو ان صحافتی اور سیاسی مجمعوں سے وسعت دی جا سکتی ہے جہاں جھوٹ کو منوانے اور پھیلانے کے لیے جمع ہوا جائے جیسے مغربی ممالک میں باطل کاموں کی اجازت کے لیے احتجاجی اجتماعات منعقد کیے جاتے ہیں مثلاً ہم جنس پرستوں کی امریکی فوج میں بھرتی پر پابندی کے خلاف امریکی ہم جنس پرستوں کا اجتماع جو امریکی صدر بل کلنٹن کے دور میں کیا گیا، اسی طرح اقوام متحدہ میں عراق اور افغانستان کے خلاف فوجی کاروائی کے لیے 11/9 کے واقعات اور عراقی ایٹمی تنصیبات کی جھوٹی شہادتوں، کہانیوں اور جھوٹے پروپیگنڈا کی بیاد پر عالمی سطح پر تمام مملک کی حمایت حاصل کرنے کے لیے سلامتی کونسل کا اجلاس وغیرہ۔

لایعنی، ضیاع وقت کا باعث بننے والے بے مقصد ڈرامے، فلمیں، محافل موسیقی سب اس میں شامل ہیں۔امام قرطبیؒ لکھتے ہیں۔(فیدخل فیہ الغناء واللھووغیر ذلک مما قاربہ)[48] یعنی اس میں غنا، لھو اور جو بھی اس سے قریب قریب ہے سب شامل ہے۔امام حسن بصری نے تمام معاصی کو اس میں شامل کیا ہے۔معاص کے لفظ سے معنی میں جامعیت پیدا ہو گئی ہے اور یہاں کراما کا معنی ایسے منہ پھیرنے والے ہیں جو ان چیزوں اور لغویات کی افادیت کا انکار کرتے اور ان سے مکمل طور پر اعراض کرتے ہیں۔علامہ قرطبیؒ یہاں ابن مسعود کا فعل بھی لائے ہیں کہ " ان عبداللہ بن مسعود سمع غنا فاسرع وذھب "یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو غنا کی آواز آئی تو جلدی سے گزر گئے۔[49] ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ فعل ابن کثیر نے بھی بیان کیا ہے اگرچہ یہ روایت منقطع ہے لیکن اہل اسلام اور عباد الرحمن کا تعامل ہمیشہ سے یہی رہا ہے۔زور کے کاموں پر بشمول محفل موسیقی کوئی ولی اللہ، کوئی نیک بندہ، کوئی صحابی حاضر نہیں ہوا۔اس طرح تعامل امت کے طور پر بھی زور کے مرادی معنی میں محافل موسیقی شامل ہیں۔کیا گانے میں بیان کردہ جذبات، اس گویئے کے اپنے ہوتے ہیں، اس وقت اور اس معینہ ساتھی کے لیے جس کی صورت اور نام کے ساتھ اسے گایا جا رہا ہے، کیا گلوکار، موسیقار اس شخص کے لیے وہی جذبات و کیفیات کا حامل ہوتا ہے جو اس وقت گانے کے الفاظ اور موسیقی کے شعروں میں کہا جا رہا ہوتا ہے۔۔۔یقیناً ایسا نہیں ہوتا۔۔۔تو نہیں کے جواب کی صورت

میں کیا یہ جھوٹ یعنی "زور" نہیں ہوگا؟ یقیناً یہ بھی زور ہی ہے۔ عباد الرحمن کی شان یہ ہے کہ وہ زور کی محفلوں میں اور لغویات پر حاضر نہیں ہوتے بلکہ وہ حقیقی متانت و شرافت، بے نیازی اور وقار کے ساتھ وہاں سے اعراض کرتے ہیں۔

خلاصہ:

قرآن کریم کی چار آیات براہ راست لغویات، لھوالحدیث، بری اور ناپسندیدہ آوازوں اور جھوٹی قصہ کہانیوں یا ناپسندیدہ جذبات کے افشاء کی مذمت کرتی ہیں، مومنوں کی شان کے خلاف ہے کہ وہ مذکورہ لغویات میں وقت گزارے، یا ان میں محو ہو، رسول اللہ ﷺ کی احادیث بھی موسیقی کو انہی لغویات میں شامل کرتی ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان آیات مذکورہ سے مراد موسیقی بھی لی ہے، زور میں گانا بجانا، لایعنی، ضیاع وقت کا باعث بننے والے بے مقصد ڈرامے، فلمیں، محافل موسیقی سب اس میں شامل ہیں۔ اسی طرح صوت الشیطان سے مراد ایسی آواز ہے جو مخلوق خدا کو پھسلا کر اللہ سے دور کرتی اور ذکر الٰہی سے غافل کرتی ہے البتہ سادہ طریقہ پر یا بغیر گھنگرو کے دف کے ساتھ حسن صوت سے اچھے شعر پڑھنا، بامقصد اشعار پڑھنے میں ترنم اختیار کرنا اور اصطلاحاً غنا نہیں بلکہ آج کے دور میں بھی ان اشعار میں اور مروجہ گانوں میں فرق کیا جاتا ہے جیسے اقبال کی غزل، نظم یا ترانہ اور کاشمیری کا گانا ایک بھی نہیں، ایک جیسے بھی نہیں اور قریب قریب بھی نہیں۔

References

(1) Suratul kaman (31), 2.
(2) Abn manzoor al afreki jamal al deen Muhammad bin muqram alama lassan al arab Beirut darul fakar 1410, V.15, p.658.
(3) Tafseer kortabi V.14, p.48, tafseer abn kaseer V.2, p.1035.
(4) Mududi syed abu al ali molana tafheem al quran lahor tajoman al quran tabah hiftum 1989, V.4, p.10.
(5) Abu daood sulyman bin al shahas bin ashaq al sajastani al imam (675) al sanan riyaz darul islam, 1460 / 1999, V.1, p.16.
(6) Suratul najam, (53) 59 – 21.
(7) Tafseer abn kaseer dar tayaba al nishar wa al tuzeh, V.7, p.480.
(8) Tafseer kortabi, V.17, p.109.
(9) Zubedi syed murtaza (1205) taj al uroos man jawahir al kamos, V.2, p.381.
(10) lassan al arab, V.3, p.29.
(11) Tafheem al quran, V.5, p.224.
(12) Tafseer abn kaseer, V.6, p.1280.
(13) Suratull asra (17), 64.
(14) Tafseer kortabi, V.17, p.109.
(15) Hismi Ali bin abi bakar hafiz (807) majma al zuaid wa monbha al kawaid, tahqiq Muhammad abdul qadir ahmad ata beirut, 1422, V.3, p.13.

(16) Bukhri muhammad bin asmail sahi bukhari kitab al adab bab mayakrah an yakon al khaleb ali al insan, H.6154, darul islam riyaz, 1999.

(17) Ibid kitab al eman bab sawal jibrail al nabi an al eman (37) H.50.

(18) Tafseer kortabi, V.10, p.250.

(19) Ibid.

(20) Ibid.

(21) Suratul furqan (25), 76.

(22) Tafseer abn kaseer dar tayaba al nishar wa al tuzeh, V.6, p.130.

(23) Jisas: abu bakar ahmad bin Ali al razi (370) ahakam al quran (tafseer jisas) Beirut darul kitab.

(24) Tafseer kortabi, V.13, p.78.

(25) khamdi jawed ahmad mahinma ashrak lahor, p.70.

(26) Tafseer kortabi, V.13, p.78.

(27) Ibid.

(28) Ibid, p.79.

(29) Ibid.

(30) Abn abi shiba al musanaf, V.4, H.21123.

(31) Ibid, H.2112.

(32) Ibid bab fi haza al ayat faman alnas man yashtari laho al hades bab al Ghana, H: 613.

(33) Abn kaseer abu alfedai ama al deen ald mushqi tafseer al quran al kareem (tafseer kaseer reyaz darul Islam Tabaha salasa 1418/1998, V.6, p.1035.

(34) kurtabi abu abdul allah Muhammad bin ahmad al Ansari al kurtabi al jama al ahkam al quran al maroof ba tafseer kurtabi Beirut, darul kitab al arabi 2007, V.14, p.48.

(35) Mufti Muhammad shafi molana maroof al quran dahli fareed book depu, 1418/1998, V.6, p.25.

(36) Mudodi syed abu al Ali molana tafheem l quran lahor tajoman al quran Tabaha haftum 1998, V.4, p.10.

(37) Abu dawood sulyman bin al ashahas bin ashaq al sajestani l imam (275) al sunan reyaz darul Islam, 1420/1999, V.1, p.12.

(38) Hesmi alia bin abi bakar hafiz (807) majma al zaood muntabah al kawaid tahqiq Muhammad abdul qadir Ahmad ata Beirut, darul kitab almiyat, 1422, V.3, p.13.

(39) Bukhari Muhammad bin asmail sahi bukhari kitab al adab bab mayakrah in yakun al khaleb ali al insan, 6154, darul islam reyaz tabah awal 1999.
(40) Ibid kitab l eman bab sawal jibrail al nabi an al eman (37) H.50.
(41) Tafseer kurtabi, V.10, p.250.
(42) Ibid.
(43) Tafseer abn kaseer darul tayaba al nashar wa al tuzehi V.6, p.130.
(44) Jasas abu bakar ahmad bin ali al razi (370) ahakam l quran (tafseer jasas) Beirut, darul kitab al almiya Tabaha wa sun nadarad.
(45) tafseer kurtabi, V.13, p.78.
(46) khamdi jawed ahmad mahinamah ashrak lahor, p.70.
(47) tafseer kurtabi, V.13, p.78.
(48) Ibid, p.79.
(49) Ibid.